



رمضان المبارک

کی

فضیلت اور روزہ، اعتکاف، عید، تراویح

صدقہ فطر اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل

Darul Uloom Al Arabiyya Al Islamiyya

Holcombe Old Road, Holcombe, BL8 4NG. U.K
Tel: +44 (0) 1706 826106, Fax: +44 (0) 1706 827907

Email: darululoom@ml1.net

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فضائل رمضان المبارک

صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانا پینا اور صحبت چھوڑ دینے کا نام روزہ ہے۔ روزہ رمضان بھی اسلام کا ایک رکن ہے جس کی آمد مسلمانوں کے لئے نوید جانفز اور برکتوں و رحمتوں کا ایک خزانہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کوشیا طین مقید اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور جنت و رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جو شخص محض اللہ کے واسطے روزہ رکھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور روزہ دار کی منہ کی بوکی (قدر و قیمت) خداوند تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بہت زیادہ ہے اور روزہ دار کو اللہ تعالیٰ خود اپنے دست قدرت سے ثواب عطاء فرمائیں گے اور جنت میں روزہ رکھنے والے کے داخل ہونے کے لئے ایک خاص دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔

اور روزہ نہ رکھنے والے کے لئے یہ عذاب کیا کم ہے کہ اس کے مالک و خالق اللہ تعالیٰ اس کے اس فعل بد سے سخت ناراض و ناخوش ہوتے ہیں اور فرشتوں و نیک بندوں کی محفلوں میں مذمت و برائی سے اس کو یاد کیا جاتا ہے اور جس جگہ رمضان کے دن میں روزہ نہ رکھنے والا کچھ کھاتا پیتا ہے قیامت کے دن وہ جگہ گواہی دے گی کہ اس نے میری پشت پر گناہ کیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ روزہ رمضان کی قدر کریں اور اس سے غفلت کر کے اپنے لئے نقصان دنیوی اور خسران عقبی کے سامان مہیا نہ کریں۔

روزہ کی نیت

روزہ کے لئے زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کہ آج میرا روزہ ہے، کافی ہے۔ اگر زبان سے بھی اردو میں کہہ دے کہ کل روزہ رکھوں گا یا عربی میں وَيَصُومُ عَدِ نَوَيْتُ کہہ لے تو بہتر ہے۔ اگر بلا نیت کے کوئی شخص بھوکا پیاسا رہے اور صحبت بھی نہ کرے تو روزہ نہ ہو گا۔ روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔ رمضان کے روزہ کی نیت صبح صادق سے پہلے بہتر ہے اور اس کے بعد بھی دوپہر سے احتیاطاً ایک گھنٹہ پہلے تک کی جاسکتی ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱۔ بھول کر کھانا پینا اور صحبت کرنا۔

۲۔ مسواک کرنا۔

۳۔ خود بخود قے آنا۔

۴۔ خوشبو سو گھنٹا۔

۵۔ بلا قصد حلق میں گرد و غبار مکھی مچھر چلا جانا۔

۶۔ سر میں تیل، آنکھ میں سرمہ لگانا۔

۷۔ احتلام ہونا۔

۸۔ آنکھ میں دوا یا پانی ڈالنا۔

۹۔ تھوک اور بلغم نکلنا۔

۱۰۔ منہ بھر سے کم قصداً قے کرنا۔

۱۱۔ پان کی سرخی غرغہ کے بعد رہنا۔

۱۲۔ رات کے وقت صحبت کر کے صبح کے وقت نہ نہانا۔

۱۳۔ انجیشن لگوانا۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ ناک یا کان میں دوا ڈالنا۔

۲۔ قصداً منہ بھر کے قے کرنا۔

۳۔ کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا۔

۴۔ ناس لینا۔

۵۔ حقنہ لینا۔

۶۔ کنکر، پتھر لوہا وغیرہ کھانا۔

۷۔ غلطی سے یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے روزہ کھولنا۔

۸۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کھانا۔

۹۔ لوہان وغیرہ کی دھونی سو گھننا۔

۱۰۔ سگریٹ اور حقنہ لینا، پان تمباکو کھانا۔

۱۱۔ جس تھوک میں غالب خون کی آمیزش ہو اس کو نگل جانا۔

۱۲۔ پاخانہ کی جگہ میں دواء استعمال کرنا۔

پیشاب کی جگہ دواء استعمال کرنے سے عورت کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مرد کا نہیں ٹوٹتا۔ دانتوں میں جو گوشت کا ریشہ یا ڈلی وغیرہ کا ٹکڑا رہ گیا ہے اگر اس کو منہ سے باہر نکال کر کھالیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر اندر ہی اندر زبان سے نکال کر نگل گیا، تو اگر چنے کے برابر یا اس سے زائد ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

اگر قصداً روزہ توڑ دے تو اس کو قضاء بھی کرنی ہوگی اور کفارہ بھی۔ اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینہ کے برابر لگاتار روزہ رکھے اور اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

افطاری و سحری

سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ بھی ہو تب بھی دو ایک چھوڑے کھالے یا کم از کم پانی ہی پی لے۔ سحری دیر کر کے کھانا سنت ہے مگر نہ اتنی دیر کہ وقت میں شک ہو جائے۔ غروب کے بعد فوراً روزہ کھولنا مستحب ہے اور دیر کرنا مکروہ ہے۔ البتہ ابر کے دن افطار میں دیر اور سحری میں جلدی کرنی چاہئے۔ اور افطار کے وقت اگر ممکن ہو تو اس قدر کھاپی لے جس سے شدت اشتہاء میں تخفیف ہو جائے اور نماز بہ اطمینان خشوع خضوع سے پڑھی جائے۔

امام کو چاہئے کہ مغرب کی نماز میں بہت جلدی نہ کرے بلکہ مقتدیوں کی قدر رعایت مناسب ہے تاکہ سب لوگ اطمینان سے کھلی وغیرہ سے فارغ ہو کر شریک جماعت ہو سکیں۔ چھوڑے یا اور کسی میٹھی چیز سے روزہ افطار کرنا بہتر ہے ورنہ پانی یا اور کسی چیز سے افطار کرے۔ بعض لوگ نمک سے افطار کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔ افطار کے وقت یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے **اللَّهُمَّ لَكَ صُغْمَتٌ وَبِكَ اَمْنٌ وَعَلَيْكَ تَوَكُّلٌ وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّي**۔

مسائل تراویح

رمضان شریف کی راتوں میں عشاء کی فرض نماز کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ تراویح میں ایک مرتبہ کلام اللہ پڑھنا یا سننا بھی سنت ہے۔ اور یہ دونوں جدا جدا سنتیں ہیں۔ اس لئے جو لوگ چند راتوں میں ایک کلام پاک سن کر تراویح چھوڑ دیتے ہیں ان کی ایک سنت تو اداء ہو گئی، دوسری اداء نہیں ہوئی۔

تراویح فرض عشاء سے قبل درست نہیں ہے، اس لئے جو شخص مسجد میں بعد جماعت نماز فرض آئے اس کو فرض پڑھ کر تراویح میں شریک ہونا چاہئے۔ اور جس قدر تراویح ہو چکی ہوں ان کو بعد میں یا جلسہ استراحت میں اداء کرے۔ البتہ وتر تراویح کے بعد اور قبل دونوں جائز ہے اس لئے جس شخص کے ذمہ کچھ تراویح باقی تھیں اس نے و تمام کے ساتھ پڑھ کر تراویح بعد میں اداء کی تو کوئی حرج نہیں۔

جتنی دیر چار رکعت تراویح پڑھی جائیں اتنی ہی دیر ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مستحب ہے خواہ دعاء اور درود پڑھے یا خاموش رہے۔ ہاں اگر نمازیوں کی گرانی اور جماعت کی کمی کا اندیشہ ہو تو اس سے بھی کم بیٹھنا درست ہے، لیکن مقتدیوں کی جلدی اور گرانی کے باعث رکوع و سجود و سبحانک اللہم اور درود چھوڑنا بالکل درست نہیں، البتہ دعاؤں کے چھوڑنے میں بشرطیکہ مقتدیوں کو جلدی ہو چنداں مضائقہ نہیں۔ اور ختم قرآن شریف کے دن زائد روشنی کرنا اور جھنڈیاں وغیرہ لگانا یہ سب اسراف اور ناجائز امور ہیں، اور شیرینی تقسیم کرنے کے لئے جبراً چندہ لینا اور تقسیم کے وقت مسجد میں شور و شغب کرنا یا اس تقسیم کو ضروری اور لازم سمجھنا اور تقسیم نہ کرنے والوں پر لعن و طعن کرنا، یہ سب امور شرعاً ناجائز ہیں۔

تراویح میں قرآن شریف پڑھنے کے مسائل

قراۃت میں کسی کلمہ کی زیادتی و کمی سے اگر معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسے
فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ میں لَا کو چھوڑ دیا۔ اگر معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

جن حروف میں امتیاز مشکل سے ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کے بجائے پڑھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ جیسے سین، صاد، ضاد، ظاء ذال وغیرہ۔ اور جس میں امتیاز سہل ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ جیسے اگر صَلَاتُ کی جگہ طَالِحَاتُ پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور تبدیل الفاظ میں اگر معنی بالکل بدل جائیں تو نماز میں فساد یقینی ہے ورنہ نہیں جیسے عَلِيمَ کی جگہ حَفِيظٌ و حَبِيْبٌ وغیرہ پڑھ گیا تو درست ہے۔ اور وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ کی جگہ غَافِلِينَ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور دو جملوں کے تبدیل الفاظ میں اگر معنی بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفَجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ میں جَحِيمٍ کی جگہ نَعِيمٍ اور نَعِيمٍ کی جگہ جَحِيمٍ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اگر معنی نہ بدلیں جیسے هُمْ فِيهَا زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ میں شَهِيْقٌ وَزَفِيْرٌ پڑھا تو درست ہے۔

اعتکاف کی فضیلت

قال الله تبارك وتعالى وَعَهْدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتُنَا لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ۔ ترجمہ۔ اور حکم کیا ہم نے ابراہیم و اسماعیل (علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام) کو کہ پاک رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ ان کلمات سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ شریف کی بناء کا مقصد طواف و اعتکاف اور نماز ہے۔ اور حکم طہارت کے لئے لفظ بَيِّنٌ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ حکم تمام مساجد کے لئے عام ہے کیوں کہ ساری مساجد بیوت اللہ ہے۔ اس آیت شریفہ سے اعتکاف کا عبادت اور مرغوب و مطلوب ہونا ظاہر ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ واجب ۲۔ سنت مؤکدہ ۳۔ نفل

کتب فقہ میں اس عبادت کی شرائط اور اس کے مسائل تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہاں صرف چند فضائل، فضائل اعمال میں سے مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حالت ایمان میں ثواب کی امید کرتے ہوئے اعتکاف کرتا ہے اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

۲۔ ایک طویل حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں اڑ فرمادیتے ہیں جن کی مسافت آسمان و زمین کی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہو گا اتنا ہی اجر زیادہ ہو گا۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز اور قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ فرمایا کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

فائدہ۔ دو مخصوص نفعے اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں، ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس ماہ میں بھی آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے، اور ایسے متبرک وقت میں معصیت ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا، اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکارہا، ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہے گا۔

اللہ اکبر! کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور کئی عبادتوں کا ثواب مل جاوے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں، ضرورت ہی نہیں، توجہ کون کرے؟ اور کیوں کرے؟ کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں۔

ہاں اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا فضائل اعمال کے رسالہ فضائل رمضان میں حضرت اقدس شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ اعتکاف کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہو، ٹلنے کا نہیں۔

ہاں نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے اگر حقیقتاً یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی بیچتا ہے اور اللہ جل شانہ کی کریم ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈھتی ہے بلکہ بے بہانہ رحمت فرماتے ہیں۔

ہاں تو وہ داتا ہے کہ دینے کیلئے در تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے
 خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیہری مل جائے

اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازہ پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تاہل ہو سکتا ہے؟ اور اللہ جل شانہ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے؟ اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نامرد بلوغ کی کیفیت کیا بیان کر سکتا مگر ہاں یہ ٹھان لے کہ۔

صاحب گل کو دل دیا ہے جس پھول پر فدا ہوں یا وہ بغل میں آئے یا جاں نفس سے چھوٹے
ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اس کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر اس میں ایسی طرح لگ جاوے کہ خیالات، تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر، اس کی محبت سما جاوے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بدلہ اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جاوے کہ یہ انس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اس دن اللہ پاک کی ذات کے سوانہ کوئی مونس، نہ دل بہلانے والا۔ اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہو گا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔

صاحبی ڈھونڈتھا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن بیٹھا ہوں تصور جاناں کتنے ہوئے
صاحب مراقی الفلاح لکھتے ہیں کہ اگر اعتکاف اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے۔ اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کر لینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے، میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں، نیز اس میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے،

نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اعتکاف کرنے کی ہمیشہ رہی ہے۔ ایک دفعہ تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا اور جس سال وصال فرمایا اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے اعتکاف کی سنت کو چھوڑ رکھا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض امور کو انجام دیتے تھے اور اس کو ترک بھی کرتے تھے اور جب سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے لے کر وفات تک بلا ناغہ آپ اعتکاف کرتے رہے، کبھی ترک نہیں کیا (اور اگر کبھی ترک کیا تو قضاء فرمائی ہے کما فی الحدیث) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنگی فرمانا (ترک کرنے والوں پر نکیر کئے بغیر) یہ اس کی سنت کی دلیل ہے، نیز اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں قیام کر کے تقرب باری تعالیٰ کا حصول ہے، دنیا سے منہ موڑنا اور رحمت خداوندی کے حصول کی طرف متوجہ ہونا اور مغفرت باری تعالیٰ کی حرص کرنا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے)۔ (افاضہ حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اعتکاف کی شرعی حیثیت

رمضان شریف کے اخیر دس دن کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر محلہ سے ایک آدمی بھی معتکف ہو جائے گا تو تمام لوگ بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب کے سب تارک سنت و گنہگار ہوں گے۔

مرد کے اعتکاف کے لئے مسجد جماعت ہونا ضروری ہے اور عورت اپنے گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کر کے اعتکاف کرے۔ اور نیت کا ہونا اور حیض اور نفاس سے پاک ہونا شرط ہے، اگر درمیان میں حیض آجائے یا بچہ پیدا ہو جائے تو اعتکاف چھوڑ دے۔

اعتکاف میں صحبت کرنا بوسہ لینا وغیرہ بھی درست نہیں۔ مرد کو مسجد سے اور عورت کو اعتکاف کی جگہ سے بلا ضرورت نکلنا درست نہیں۔ بلا ضرورت اعتکاف کی جگہ سے نکلنا مفسد اعتکاف ہے یعنی جن دنوں میں اعتکاف ہو چکا ہے وہ درست ہے باقی دنوں میں نہیں۔ ہاں ضرورت طبعی و شرعی جیسے پیشاب پائخانہ وغیرہ اور نماز کی وجہ سے باہر نکلنا درست ہے۔ جمعہ کی نماز کے لئے اتنا پہلے جائے کہ وہاں جا کر تحیۃ المسجد اور جمعہ کی سنت پڑھ لے اور بعد کی سنتیں بھی وہاں ٹھہر کر پڑھنا جائز ہے۔

بھول کر یا جان کر جماع وغیرہ کرنا مفسد اعتکاف ہے اس میں نسیان معتبر نہیں۔ حالت اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے البتہ فضول باتیں نہ کرے بلکہ تلاوت کلام اللہ یا کسی اور (دینی) بات میں مشغول رہے۔

احکام عید الفطر

- ۱۔ عید الفطر کے روز دو رکعت نماز بطور شکر یہ پڑھنا واجب ہے۔
- ۲۔ عید کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے۔
- ۳۔ عید الفطر کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے نیت کرے کہ میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر کی چھ (زائد) تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ** پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور بعد ہر تکبیر کے چھوڑ دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ سکیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ اس کے بعد امام صاحب اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے اور مقتدی حسب دستور خاموش رہیں۔ سورت کے بعد رکوع و سجد کر کے امام کھڑا ہو جائے، اور دوسری رکعت میں پہلے سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھے، اس کے بعد تین تکبیریں اسی

طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ چھوڑے رکھے اور پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

۴۔ عید کا خطبہ سننا واجب ہے۔

۵۔ اگر عید کی نماز سب پڑھ چکے ہوں تو تنہا ایک آدمی نہیں پڑھ سکتا۔

۶۔ اگر کسی کی ایک رکعت نماز چلی جائے تو وہ جب اس کو اداء کرنے لگے تو پہلے قراءت پڑھے اور اس کے بعد تکبیر کہے۔

۷۔ اگر کوئی شخص نماز عید میں ایسے وقت شریک ہو کہ امام تکبیروں سے فارغ ہو چکا ہو تو فوراً نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے۔ اگر رکوع میں اس کی شرکت ہوئی تو اگر غالب گمان یہ ہو کہ تکبیروں کی ادائیگی کے بعد رکوع مل جائے گا تو نیت کر کے تکبیر کہہ لے ورنہ بحالت رکوع بجائے تسبیح کے تکبیر بلا ہاتھ اٹھائے کہے۔ اور اگر ابھی تکبیروں سے فراغت نہیں ہوئی تھی کہ امام نے سر اٹھا لیا تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جو تکبیریں رہ گئیں وہ معاف ہیں۔

مسنونات عید الفطر

۱۔ آرائش کرنا۔

۲۔ مسواک کرنا۔

۳۔ غسل کرنا۔

۴۔ حسب استطاعت عمدہ اور جائز کپڑے پہننا۔

۵۔ خوشبو لگانا۔

۶۔ صبح سویرے اٹھنا۔

۷۔ عید گاہ میں اول وقت جانا۔

۸۔ عید گاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔

۹۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو عید گاہ میں نماز پڑھنا۔

۱۰۔ ایک راستہ سے جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا۔

۱۱۔ پیادہ پا (چل کر) جانا۔

۱۲۔ راستہ میں آہستہ آہستہ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ الْحَمْدُ کہتے ہوئے جانا۔

صدقہ فطر

جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ ضروری سامان کے علاوہ اس مقدار کو پہنچ جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اگرچہ سال پورا نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ عید الفطر کے دن صدقہ فطر کے وجوب کے لئے مال مذکور کا ہونا کافی ہے۔ سال گزرنا شرط نہیں۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر میں یہی فرق ہے۔

صدقہ فطر مرد پر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اور اگر وہ اولاد مالدار ہوں تو اس کے مال سے ادائیگی ضروری ہے۔ باپ کے مال میں واجب نہیں۔

صدقہ فطر عید کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے اس لئے جو بچہ اس کے بعد پیدا ہوا اور جو شخص اس کے قبل مر جائے ان دونوں پر صدقہ فطر واجب نہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار

صدقہ فطر کی مقدار ایک کیلو چھ سو اکتھ گرام (۱.۶۱۱kg) گیہوں یا اس کا آٹا ہے۔ مگر احتیاط کا تقاضہ ہے کہ کچھ زائد دیا جائے۔ اور اگر جو یا اس کا آٹا دیوے تو اس سے دو چند دیوے۔ اور اگر گیہوں جو کے علاوہ اگر کوئی غلہ دے تو اس میں قیمت کا اعتبار ہے، وہ غلہ اتنا ہو کہ قیمت کے لحاظ سے گیہوں اور جو کی مقدار واجب کے برابر ہو جائے اور اگر گیہوں جو کی قیمت لگا کر دی جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ صدقہ فطر اگر اداء نہ کر سکے تو ساقط نہیں ہوتا، بعد میں اداء کرنا ضروری ہے۔

صدقہ فطر کے مصارف

صدقہ فطر انہی لوگوں کو دینا چاہئے جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانائانی، پرانا وغیرہ اور جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے، اور اسی طرح اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور جو اس کی اولاد میں داخل ہیں ان سب کو صدقہ فطر دینا درست نہیں۔ ان کے علاوہ چچا، تایا، بھائی بہن، بھتیجی بھتیجی، بھانجی بھانجی، پھوپھا پھوپھی، خالہ خالو غرباء اور مساکین سب کو دینا درست ہے۔ خواہ ایک ہی فقیر کو دے دے یا کئی کو تقسیم کر دے، دونوں جائز ہیں۔

زکوٰۃ

اکثر لوگ چونکہ رمضان شریف میں زکوٰۃ نکالتے ہیں اس لئے بعض ضروری مسائل زکوٰۃ کے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک رکن ہے لیکن اکثر مسلمان اس میں کوتاہی کرتے ہیں۔ یا تو بالکل زکوٰۃ اداء نہیں کرتے یا بہت کم اداء کرتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ نکالتا ہو تو قیامت کے روز آگ کی تختیوں کو دوزخ میں خوب گرم کر کے اس شخص کے پہلوؤں اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ دیا جائے گا اور فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کی زکوٰۃ اداء نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال ایک بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا، وہ اس کے دونوں جڑوں کو نوچے گا اور کہے گا کہ میرا تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔

خدا کی پناہ تھوڑی سی کنجوسی کی بدولت کتنا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ۔

چاندی سونے کا نصاب

جس شخص کے پاس ساڑھے باون (۵۲.۵) تولہ چاندی یا ساڑھے سات (۷.۵) تولہ سونا ہو اور ایک سال اس پر گزر جائے اور قرضدار نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ اداء کرنا واجب ہے، اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

جتنے پونڈ یا مال ہو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں اداء کرنا واجب ہے۔ مثلاً سو پونڈ (£۱۰۰) میں سے ڈھائی پونڈ (£۲.۵۰) نکالے۔

پورا نصاب تمام سال رہنا ضروری نہیں ہے بلکہ سال کے اول و آخر میں نصاب کا باقی رہنا شرط ہے اگر بیچ میں کم ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ ہاں اگر بیچ میں بالکل باقی نہ رہے اور پھر اخیر میں سال میں مال بقدر نصاب آجائے تو پھر جب سے دوبارہ حاصل ہوا ہے اس وقت سے سال کا حساب کیا جائے گا۔

سونے چاندی کے زیور، برتن، سچا گوٹہ، ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سوداگری کے مال کی قیمت اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ اداء ہونے کے لئے مال نکالتے وقت یا فقیر کو دیتے وقت نیت کا ہونا ضروری ہے۔

مصارف زکوٰۃ

جس شخص کے پاس ساڑھے باون (۵۲.۵) تولہ چاندی یا ساڑھے سات (۷.۵) تولہ سونا یا اتنی قیمت کا سوداگری کا مال ہو اس کو شریعت میں غنی اور مالدار کہتے ہیں۔ اس کو زکوٰۃ کا مال لینا دینا حلال نہیں۔ اور جس کے پاس اس سے کم ہو یا اتنا مال ہے لیکن اس پر کچھ قرض ہو تو اس کو لینا دینا جائز ہے۔ اپنے ماں باپ، دادا دادی پر دادا، نانا نانی پر نانا وغیرہ جن سے یہ پیدا ہوا ہے اور اپنی اولاد، پوتے پر پوتے، نواسے وغیرہ کو اپنی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

ان رشتہ داروں کے علاوہ بھائی بہن، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں سوتیلی باپ، دادا، ساس اور خسر وغیرہ اور ان کی اولاد کو دینا جائز ہے۔

سید اور ہاشمیوں کو بھی دینا جائز ہے۔ اور کسی کی تنخواہ، مسجد کی ضروریات اور میت کے کفن میں بھی لگانا جائز نہیں۔

زکوٰۃ کی تقسیم میں اختیار ہے کہ ایک ہی شخص کو اپنی سب زکوٰۃ دے دے یا چند شخصوں کو دے دے مگر افضل یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دے کہ ایک دن کے لئے کافی ہو جائے۔ اور ایک فقیر کو نصاب کی مقدار مال دینا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ وہ قرضدار ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا